Open Access

Al-Irfan(*Research Journal of Islamic Studies*)

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 10, Issue 19, Jan-June 2025,

Email: alirfan@mul.edu.pk

اسلام میں جنگ کے اصول واخلاقیات: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

The Principles and Ethics of War in Islam: In the Light of the Prophet's (PBUH) Teachings

Hafiz Muhammad Ahmad Qadri

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore

ahmedklassan@gmail.com

Sajjad Hussain

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore

ABSTRACT

This research study provides a comprehensive analysis of Islamic military ethics and the principles of military leadership exemplified by Prophet Muhammad ﷺ, based on practical observations from his Seerah. Islam has confined war within moral and legal framework, rather than viewing it as a mere display of power. Prophet Muhammad ﷺ demonstrated leadership that was grounded in principles such as Shura (consultation), equality, justice, patience, a realistic assessment of enemy power, and defensive strategies. This study explores practical examples from the Prophet's military campaigns (Battles of Badr, Uhud, and the Trench) and peace agreements (such as the Treaty of Hudaybiyyah), shedding light on the spiritual, moral, and practical insights of his leadership. Furthermore, the Islamic principles of war are compared with modern international law, including the Geneva Conventions and United Nations regulations, to highlight the superiority and relevance of Islamic principles. The study concludes that Islamic military ethics offer a comprehensive, human-centered framework that can benefit contemporary global society if introduced and applied on a wider scale.

Keywords:

Islamic Military principles ,Prophet Muhammad ﷺ, Leadership, Seerah, Battles of Badr, Uhud, and Trench, Treaty of Hudaybiyyah, International Humanitarian Law, Geneva Conventions, War, Islamic Law, United Nations, Defensive Strategy.

مقدمہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ میں لیتا ہے۔ یہ محض عبادات اور روحانی معاملات تک محدود نہیں بلکہ سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور عسکری زندگی کے لیے بھی مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں امن، صلح، اور عدل کو بنیادی اقدار قرار دیا ہے، وہیں جنگ جیسے غیر معمولی اور اضطراری عمل کے لیے بھی اخلاقی و شرعی اصول وضع کیے ہیں تاکہ انسانی جان و مال کی مکمل طور پر حفاظت ہو سکے، ظلم کا ازالہ ہو، اور عدل و انصاف کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ ان ضابطوں کی بنیاد رب تعالی کے اس فرمان سے اخذ کی جاسکتی ہے۔

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

"اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں، زیادتی مت کرو، بے شک رب تعالی زیادتی کرنے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا"۔[1]

موضوع کی اہمیت

آج کی دنیا میں جب بین الاقوامی جنگیں زیادہ تر سیاسی مفادات، وسائل کے حصول، اور علاقائی تسلط کی بنیاد پر لڑی جاتی ہیں اور انسانی جان و مال کی کوئی قیمت باقی نہیں رہی، ایسے حالات میں اسلامی جنگی اصول ایک منصفانہ اور انسانی اقدار پر مبنی ماڈل فراہم کرتے ہیں۔ جنگی قوانین کی بین الاقوامی دستاویزات جیسے "جنیوا کنونشن" میں جو اصول شامل کیے گئے ہیں، ان میں کئی ایسے اصول ہیں جو سینکڑوں سال پہلے سے اسلامی تعلیمات کے اندر موجود ہیں۔

سیرتِ مبارکہ کے اندر ہمیں دینی عبادات اور تبلیغی جہات ہی نہیں ملتی ہیں بلکہ فوجی قیادت اور جنگی اخلاقیات کا اعلیٰ ترین عملی نمونہ بھی نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے 27 غزوات میں بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اور مختلف سریات کو قیادت اور ہنمائی فراہم کی۔ ان تمام عسکری معرکوں میں آپؐ نے اعلیٰ درجے کی اخلاقی قیادت، انسانی ہمدردی، انصاف، اور عدل کا مظاہرہ فرمایا جو اسلامی جنگی اخلاقیات اور اصولوں کی اساس ہیں۔

بنیادی مفاہیم کی وضاحت(Definitions of Key Terms)

تحقیقی کام میں شفافیت، دقت اور مقصدیت برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ کلیدی اصطلاحات کی وضاحت کی جائے جن پر پورے مضمون کی بنیاد استوار ہے۔ ذیل میں ان اصطلاحات کی تحقیقاتی و فکری تشریح پیش کی جاتی ہے:

---

(1)۔القرآن،البقرۃ:190

اسلامی جنگی اصول اور اخلاقیات کا مفہوم اور دائرہ کار

اسلامی جنگی اخلاقیات اور اصولوں سے مراد وہ اصول وضوابط اور اخلاقی اقدار ہیں جو اسلام نے جنگ و قتال کے دوران اپنانے کے لیے مقرر کیے ہیں۔ یہ اصول نہ صرف جنگ کی اجازت اور اس کی وجوہات کو واضح کرتے ہیں بلکہ جنگ کے دوران کیے جانے والے اقدامات کو بھی اخلاقی دائرے میں محدود کرتے ہیں۔

دین اسلام کے اندر جنگ کو بحالت مجبوری ایک آخری سمجھا کیا گیا ہے جو صرف ظلم کے ازالے اور مظلومین کے تحفظ کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ نے جنگ کے آغاز، طریقہ کار، قیدیوں سے سلوک، شامل نہ ہونے والوں کی حفاظت، عمومی اموال کا تحفظ اور صلح اور امن کے حوالے سے حدود اور اصولوں کو وضع کیا ہے جن کو اسلامی جبگی اصول کہا جاتا ہے۔

اسلامی جنگی اصول اور اخلاقیات کا دائرہ صرف میدان جنگ تک محدود نہیں بلکہ اس میں جنگ کی پیشگی نیت، لُ مخالف کے ساتھ سلوک، معاہدات کی پاسداری، اور جنگ کے بعد کا رویہ اور سلوک بھی شامل ہے۔ فقہاء کرام نے اسے "آداب القتال" یا "فقہ الجہاد" کے نام سے مدون کیا ہے۔[1]

عسکری قیادت: دینی واخلاقی پہلو

عسکری لیڈرشپ سے مراد وہ ذمہ دارانہ عہدہ ہے جو جنگ یا قتال کے دوران فوج کی رہنمائی، حکمت عملی کی ترتیب، اور اخلاقی نگرانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسلامی تناظر میں عسکری قیادت صرف میدان جنگ کی فنی اور جنگی مہارت تک محدود نہیں بلکہ یہ دینی بصیرت، عدل، رحم، اور اخلاقیات پر بھی قائم ہوتی ہے۔

نبی کریمؐ کی عسکری قیادت نظیر نہیں ملتی کیونکہ آپ ﷺ نے صرف سپہ سالار کے طور پر نہیں بلکہ مربی، مصلح، اور عادل حکمران کے طور پر بھی قیادت فرمائی۔ آپ ﷺ کی قیادت میں کوئی جنگ بھی انتقامی یا سلطنت کی حدود کی وسعت کی غرض سے نہیں لڑی گئی بلکہ مظلوموں کی حمایت اور باطل کے مقابلے میں حق کی سربلندی کے لیے لڑی گئی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

> "جب نبی ﷺ کا لشکر کسی قبیلے کی طرف جاتا تو پہلے ان کو اسلام کی دعوت دیتے، اگر وہ انکار کرتے تو پھر دفاعی حکمت عملی اپناتے اور بچوں، عورتوں اور عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچانے کی سختی سے تاکید کی جاتی تھی۔[2]

---

(1) - Al-Ghazali, Abu Hamid. (1993), *Al-Mustasfa min Ilm al-Usul*. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.

(2) - Ibn Abi Shaybah. (1940), *Musannaf, vol. 7*. Beirut: Dar al-Fikr.

اسلامی فوجی قیادت کا یہ پہلو اسے موجودہ دنیا کی ان فوجی قیادتوں سے ممتاز کرتا ہے جو اکثر اخلاقی اصولوں کی بجائے قوت و طاقت اور حکمت عملی کی اساس پر قائم رہتی ہیں۔

آپؐ کی سیرت مبارکہ کے عملی مشاہدات

آپؐ کی مبارک زندگی کے عملی مشاہدات کا مطلب عملی واقعات، اور طرزِ عمل ہیں جو آپؐ کی حیات طیبہ میں مختلف مواقع پر سامنے آئے، بالخصوص جب حضورؐ نے بحیثیت قائد و سالار فوج براہِ راست عسکری معاملات میں حصہ لیا وہ درج ذیل ہیں۔

- آپؐ کی جنگ سے قبل صلح کی کاوش
- مخالفین کے ساتھ حسنِ سلوک
- خواتین، بچوں، اور غیر جنگجو افراد کی جان اور مال کے تحفظ کے بارے میں حکم
- مالِ غنیمت کی عادلانہ تقسیم
- جنگی اسیروں کے ساتھ رحمدلی
- بعد از شہادت شہید ہونے والوں کا ادب کرنا مثال کے طور پر غزوہ بدر، احد، خندق، اور فتح مکہ کے موقع پر آپؐ کا جو طرز عمل تھا، اسلامی جنگی اخلاقیات کا اکمل نمونہ اور فوجی قیادت کا اعلیٰ مظہر ہے۔

آپ ﷺ نے ان لوگوں کو عام معافی دی جنھوں نے برسوں تک آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرام کو طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دی تھیں۔ آپؐ کا عالی شان فرمان "جاؤ! تم سب آج کے دن آزاد ہو!"[1]

سیرتِ مبارکہ میں عسکری قیادت کے اصول (Prophetic Military Leadership Principles)

نبی کریم ﷺ کی عسکری قیادت محض جنگی مہارت کا نمونہ نہ تھی بلکہ اس میں اخلاق، روحانیت، بصیرت اور اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا حسین امتزاج بھی تھا۔ آپ ﷺ نے قیادت کے ایسے اصول متعارف کروائے جو آج بھی جدید عسکری قیادت کے لیے رہنما اصول کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان اصولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) - Ibn Hisham, Abdul Malik. *Al-Sirah al-Nabawiyyah*. Cairo: Al-Maktabah al-Tawfiqiyyah,

نفاذِ شوریٰ اور مشاورت

آپؐ کی عسکری لیڈرشپ کی ایک نمایاں خوبی مشاورت کی تنفیذ تھی۔ اگرچہ آپ ﷺ بذریعہ وحی رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے مگر پھر بھی اہم امور میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیتے تھے، تاکہ امت میں اجتماعی شعور، وحدت اور احساسِ شرکت پیدا ہو۔

بدر اور احد کی تیاری کے دوران نبی ﷺ نے صحابہ سے رائے طلب کی۔ غزوہ احد میں نوجوانوں کی رائے پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے مدینہ سے باہر جاکر میدان میں لڑنے کا فیصلہ کیا، حالانکہ آپ کی ذاتی رائے کچھ اور تھی

۔

قرآن میں بھی حکم آیا

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ":

اور ان سے امور میں مشورہ کرو۔[1]

یہ اخلاق دلیل ہے کہ عسکری لیڈرشپ میں مشاورت کو کتنی اہمیت دی گئی۔

لیڈرشپ میں برابری، صبر و تحمل اور عملی تدبیر

آپؐ کی قیادت میں عدل، مساوات اور صبر و تحمل بنیادی ارکان میں سے تھے۔ آپؐ نے امیر و فقیر، عربی و عجمی، یا کسی قبیلہ و خاندان کی بنیاد پر لشکر کے سپاہیوں میں کبھی تفریق نہیں کی۔

غزوہ خندق میں خود خندق کھودنے میں شریک ہوکر قیادت میں برابری کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ ایک جگہ پر آپؐ نے فرمایا: "(سَيِّدُ القَومِ خَادِمُهُم) "سردار، اپنی قوم کا خادم ہوتا ہے۔"

عسکری قیادت میں برداشت و بردباری کا کمال مشاہدہ صلح حدیبیہ کے موقع پر سامنے آیا، جب آپؐ نے بظاہر سخت شرطوں کو بھی قبول کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالی نے اسلام کو عظیم کامرانی و فتح نصیب فرمائی۔

---

(1) ۔القرآن، آلِ عمران:159

عملی شرکت اور روحانی تربیت

نبی کریم ﷺ کی عسکری قیادت کا نمایاں پہلو آپ کی عملی شرکت اور روحانی تربیت تھا۔ آپ میدانِ جنگ میں صرف احکامات جاری کرنے والے کمانڈر نہیں تھے، بلکہ ہر مشکل میں سا پنے لشکر کے سپاہیوں کے شانہ بشانہ حاضر رہتے تھے۔

غزوہ حنین کے موقع پر جب کچھ صحابہ کرام فرار اختیا کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے اکیلے باآواز بلند سے پکارا:

(أنا النبي لا كذب، أنا ابن عبد المطلب)

"میں اللہ تعالی کا سچا نبی ہوں، میں جھوٹ نہیں، بولتا اور میں ع فرزند عبد المطلب ہوں"[1]

یہ اعلان عسکری جذبے اور حوصلے کا مؤثر محرک بنا۔ ساتھ ہی، آپ ﷺ روحانی قیادت بھی فرماتے، جیسے لڑائی سے قبل نماز، دعا، اور اللہ پر توکل اور یقین کی تاکید وغیرہ۔

بچاؤ کی عملی تدبیر اور دشمن کی قوت کا اندازہ لگانا

آپؐ نے ہمیشہ دفاعی حکمت عملی کو فوقیت دی۔ جنگ کے آغاز سے پہلے دشمن کی طاقت، مقام، اسلحہ، اور دشمنوں کے عزائم کا مکمل جائزہ لیا جاتا۔ اس مقصد کے لیے جاسوس، خفیہ اطلاعات، اور مقامی قبیلوں سے معلومات کو بھی جمع کیا جاتا تھا۔ غزوہ خندق میں مدینہ کے تحفظ کے لیے دفاعی خندق کھودی گئی، جو عربوں کے ہاں مشہور طریقہ نہ تھا جسے نبیؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی مشاورت سے اپنایا تھا۔

تبوک کے غزوہ کی تیاری میں آپؐ نے دشمن کی فوجی طاقت، موسم، اور راستے کے خطرات کو پیش نظر رکھا اور 30,000 کا منظم لشکر تیار کیا۔

نظم وضبط اور نفسیاتی تربیت

نبی کریم ﷺ نے عسکری لیڈرشپ میں نفسیاتی مضبوطی، ایمان اور اصول وضبط کو اہم قرار دیا۔ آپ ﷺ لشکر کے سپاہیوں کی اخلاقی اور باطنی تربیت کرتے، ان میں شہادت کا جذبہ، صبر و تحمل، عزم، اور اتحاد پیدا کرتے۔

غزوہ احد سے پہلے آپ ﷺ نے صف بندی کرائی، اور صفیں اس وقت تک سیدھی نہ ہوئیں جب تک سب ایک ترتیب میں نہ آگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(1) ۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (1989)۔ الأدب المفرد۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، رقم: 2864

"سیدھی صفیں بناؤ، کہ یہ فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ میں کامیابی صرف اسلحے سے نہیں، بلکہ تربیت، تنظیم، اور روحانی وابستگی سے مشروط ہے۔

اسلامی بنیادی جنگی اصول(Islamic Principles of War)

دینِ اسلام نے جنگی جواز، طریقہ کار اور اخلاقیات کے دائرہ کار کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جن کا مقصد صرف فتح نہیں بلکہ انسانی حرمت و وقار، عدل، اور امن کا قیام ہے۔ آپؐ کی سیرت اور خلفائے راشدینؓ کے طرزِ عمل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے میدان جنگ میں لڑائی کے دوران بھی اخلاقیات کو اولین درجہ دیا ہے۔

عدمِ جارحیت(No Aggression)

اسلامی اصولوں کے مطابق جنگ کا حکم اپنی حفاظت و مال و دولت اور عزت و آبرو کے تحفظ اور ظلم کا خاتمہ ہے۔مال و دولت کے حرص اور حصول اقتدار کی غرض سے جنگ کرنے کو منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

اور تم اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ گزرو بے شک اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)"۔[1]

غیر جنگجو افراد کا تحفظ

اسلامی جنگی اصولوں کے مطابق صرف اُن افراد سے جنگ کی اجازت ہے جو عملی طور پر جنگ میں شریک ہوں۔ غیر جنگجو افراد جیسے عام شہری، کسان، تاجر، مزدور وغیرہ کو قتل کرنا ممنوع ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے لشکر کے سپہ سالار کو حکم دیا:

"نہ کسی عورت کو قتل کرنا، نہ بچے کو، نہ ضعیف کو، نہ راہب کو، نہ کسی پھلدار درخت کو کاٹنا۔"

یہی اصول نبی کریم ﷺ نے تمام غزوات میں اختیار فرمائے تھے۔

(1) ۔القرآن، البقرۃ190

عبادت گاہوں، خواتین، بچوں، بزرگوں کی حفاظت

اسلامی جنگ میں دشمن کی عبادت گاہوں یا مذہبی شخصیات کو نقصان پہنچانا ممنوع ہے، جب تک کہ وہ خود جنگ میں شریک نہ ہوں۔ اسی طرح عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نشانہ بنانا سختی سے منع ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آپؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔[1]

ماحولیات اور قدرتی وسائل کی حفاظت

اسلام ماحولیات کی حفاظت کو بھی جنگ کے دوران ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ بغیر ضرورت کے درختوں کو کاٹنا، پانی کو آلودہ کرنا، کھیتوں کو جلانا، یا جانوروں کو مارنا منع ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے الفاظ: "کسی پھلدار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ سوائے کھانے کی ضرورت کے کسی چراگاہ کے جانور کو مارنا۔"

یہ اصول آج کے عالمی قوانینِ جنگ میں بھی شامل کیے جا چکے ہیں۔

قیدیوں کے حقوق اور حسن سلوک

اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو لازم قرار دیا۔ قیدیوں کو بھوکا رکھنا، مارنا، یا ان کی تذلیل کرنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن کریم فرتا ہے :وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا" اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں)۔[2] غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ نرمی اور علم سکھانے پر ان کی رہائی، اسلام کے عظیم اخلاق کے مظہر ہیں۔

عہد و پیماں کو وفا کرنا اور دھوکہ دہی سے اجتناب

اسلامی جنگ کے اصولوں میں عہد و پیماں کی پابندی کی بڑی تاکید آئی ہے۔ بد دیانتی، دوغلا پن یا فریب سے دشمن پر حملہ کرنا بر خلاف روح اسلام ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

---

(1) ۔ ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ (1996) صحیح مسلم، کتاب الجھاد، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، حدیث:1744

(2) ۔ القرآن، الدھر:8

"جب کوئی شخص کسی قوم کے ساتھ معاہدہ کرے، تو جب تک مدت پوری نہ ہو، وہ اسے نہ توڑے۔"[1]

صلح حدیبیہ جیسے واقعات اس اصول کے عملی مظہر ہیں، جہاں آپؐ نے کافروں کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی پوری پابندی کی۔

امن کو ترجیح دینا

دینِ اسلام نے سلامتی کو جنگ پر ترجیح اور فوقیت دی گئی ہے۔ دشمنان اسلام کی طرف سے اگر امن واور صلح کی پیشکش کی جائے تو مسلمانوں کو امن کی پیشکش قبول کر لینی چاہیے۔

فرمان الٰہی ہے:

"وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

"اے میرے محبوب نبیؐ اگر و(کفار) آپؐ سے صلح کرنے کے لیے مائل ہوں تو آپؐ بھی مائل ہو جائیں اور اللہ تعالی پر کامل بھروسہ رکھو۔[2]

یہ اصول اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام جنگ کو ماضطراری حالت سمجھتا ہے اور امن کو مقصد۔

حضورؐ کی جنگی لیڈرشپ کا عملی مظاہرہ

آپ ﷺ کی عسکری قیادت تاریخِ انسانیت میں ایک منفرد اور کاملرول ماڈل ہے۔ حضورؐ نے جنگی حالات کے اندر نہ صرف فکری، اخلاقی اور اسٹریٹیجک قیادت کا مظاہرہ فرمایا بلکہ انسانی اعلی صفات میں سے رحم دلی، محبت وپیار کو بھی برقرار رکھا۔ ذیل میں چند اہم غزوات کا ذکر کیا جاتا ہے جو نبی ﷺ کی عسکری لیڈرشپ کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں:

غزوہ بدر میں حکمت وعدل کا مشاہدہ

غزوہ بدر دین اسلام کا پہلا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ آپؐ نے ایک کمزور فوج کے ساتھ بہترین حکمت عملی کے ذریعے کامیابی حاصل کی۔ آپ ﷺ نے جنگ سے پما قبل کچھ ضروری اقدامات کیے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

- جاسوسی اطلاعات کا اہتمام کیا) موقع پر موجود قریش کی فوجی طاقت کا جائزہ لیا)۔

(1) ۔ابوداود، سلیمان بن اشعث (1994)۔ سنن ابوداود،۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، کتاب الجهاد، رقم:2759

(2) ۔القرآن، الانفال:61

- صف بندی خود کروائی، مساوات کا مظاہرہ کیا۔
- جنگ کا آغاز نہ کیا بلکہ آخری حد تک صلح کی کوشش کی۔
- قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا

(جن میں بعض کو بغیر فدیہ کے اور بعض کو مسلمانوں کو علم و ہنر سکھانے کی شرط کے ساتھ رہائی دی گئی)۔

"اگر تم میں سے کوئی دس قریشیوں تعلیم دے تو وہ بھی آزاد ہے"۔[1]

غزوہ اُحد اور صبر و ثابت قدمی

غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو جب وقتی شکست ہوئی، اس وقت آپؐ کی قیادت کا اصل کمال صبر و تحمل، حوصلہ افزائی اور اتحاد کو برقرار رکھنا تھا۔

- آپ ﷺ نے زخمی ہونے کے باوجود مورال بلند رکھا۔
- پیچھے ہٹنے والے صحابہؓ کو ملامت نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئے۔
- غداروں (عبد اللہ بن اُبی کے گروہ) سے کوئی انتقام نہ لیا۔

"نبی ﷺ زخمی ہوئے، دانت مبارک بھی شہید ہوگئے، مگر پھر بھی آپؐ مسلسل دعا فرما رہے تھے: 'اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ وہ نہیں جانتے''"۔

غزوہ خندق میں دفاعی حکمت عملی

غزوہ خندق (احزاب) کے اندر آپؐ نے دفاعی جنگ کا منفرد نمونہ پیش کیا۔

- خندق کھودنے کی تدبیر حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اپنائی گئی۔
- فوجی نظم و ضبط اور مسلسل محنت میں آپ ﷺ نے خود شرکت کی، تاکہ ساتھیوں کو حوصلہ ملے۔
- دشمن کے نفسیاتی دباؤ کو برداشت کرتے ہوئے اتحاد کو برقرار رکھا۔

"آپ ﷺ خود خندق کھودتے تھے، مٹی اپنے کندھوں پر اٹھاتے، اور دعا کرتے جاتے"۔

صلح حدیبیہ میں اعلیٰ سفارتی بصیرت

حدیبیہ کے مقام پر نبی ﷺ نے نہایت بردباری، سیاسی فہم اور حکمت کا مظاہرہ کیا:

---

(1) ۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری (1411ھ)۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل۔ 1/325

- مشرکینِ مکہ کی سخت شرائط بھی قبول کیں، مگر حکمت عملی سے اسلام کو زبردست سفارتی فتح حاصل ہوئی۔
- صحابہؓ کی ناراضگی کے باوجود آپ ﷺ نے صلح پر قائم رہنے کی تلقین کی۔
- اس معاہدے نے بعد میں فتح مکہ کی راہ ہموار کی۔

ارشاد باری تعالی ہوا "ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی"۔

یہ معاہدہ بظاہر شکست لگتا تھا، مگر حقیقت میں یہ عظیم سفارتی کامیابی تھی۔

فتح مکہ میں عام معافی اور اخلاقی برتری و عظمت

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے

- کسی قسم کا بدلہ یا انتقام نہیں لیا، حالانکہ مکہ والوں نے برسوں ظلم کیے تھے۔

فرمایا" :اذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ "جاؤ، تم سب آزاد ہو۔[1]

- کعبہ کو بتوں سے پاک کیا، مگر کسی مذہبی رہنما کو قتل نہیں کیا۔

یہ واقعہ اخلاقی عظمت اور انسانیت کی اعلیٰ مثال ہے۔

جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کی مثالیں

- بدر کے قیدیوں کو کھانے میں اپنے اوپر ترجیح دے کر کھانا کھلایا گیا۔
- غزوہ حنین کے بعد قیدیوں کو بغیر فدیہ آزاد کیا گیا۔
- قیدیوں کو ذلیل کرنے، ان کو تشدد کرنے، پیٹنے اور کھانا نہ کھلانے کا اسلامی جنگی اصولوں میں کہیں بھی ایسا حکم نہیں ملتا۔

"قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر قرآن کریم نے صحابہؓ کی تعریف کی"۔[2]

یہ سیرتِ نبوی ﷺ کی ایسی مثالیں ہیں جو آج کے جدید انسانی حقوق کے اصولوں سے بھی کہیں بلند تر ہیں۔

(1) ۔ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک حمیری (1411ھ)۔السیرۃ النبویہ۔بیروت، لبنان: دار الجیل۔ 1/325

(2) ۔القرآن، الدھر: 8

موجودہ بین الاقوامی جنگی اصولوں سے موازنہ (Comparison with Modern War Ethics)

اسلامی جنگی اصول اور اخلاقیات، عہد نبوی سے لے کر دور حاضر تک، نہ صرف روحانی و اخلاقی اصولوں پر مبنی ہیں بلکہ انسانیت کے تحفظ، امن کی بحالی اور ظلم و بربریت کی روک تھام کے لیے ایک جامع ضابطہ فراہم کرتی ہیں۔ موجودہ بین الاقوامی جنگی قوانین جیسے جنیوا کنونشنز، IHL اور اقوام متحدہ کے ضابطے بھی جنگ کے دوران انسانیت کو ممکن حد تک بچانے کی تگ و دو کرتے ہیں، مگر ان کے اطلاق، دائرہ کار دین اسالم کی تعلیمات سے مختلف ہے۔

عصر حاضر کے لیے رہنما اصول(Guidelines for Contemporary Times)

اسلامی جنگی اخلاقیات کی بنیاد پر عصر حاضر کے عالمی تنازعات، بین الاقوامی تعلقات، اور مسلم افواج کے لیے ایسے رہنما اصول وضع کیے جاسکتے ہیں جو نہ صرف اسلامی نظریات سے ہم آہنگ ہوں بلکہ موجودہ عالمی ضوابط و معاہدات کے مطابق بھی ہوں۔ یہ ضابطے مسلم ورلڈ کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام عالمی برادری کو بھی ایک مثالی گائیڈ لائن فراہم کرسکتے ہیں۔ اس سیکشن میں ہم عصر حاضر میں اسلامی جنگی اخلاقیات کے عملی اطلاق، بین الاقوامی تعلقات اور سفارت میں سیرت کی روشنی، امن کے قیام کے لیے اسلامی جنگی اخلاقیات کے کردار، اور دینی مدارس و عسکری تربیت میں سیرت کے پہلوؤں کو شامل کرنے کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

اسلامی افواج کے لیے عملی اطلاق

اسلامی جنگی اخلاقیات کو مسلم افواج کے لیے عملی طور پر نافذ کرنا ایک اہم ضرورت ہے۔ آج کے دور میں جہاں جنگیں پیچیدہ نوعیت اختیار کرچکی ہیں، اسلامی اصولوں کا اطلاق مسلم افواج کے رویوں، حکمت عملیوں اور جنگی اخلاقیات میں اصلاحات لانے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر، جنگوں میں غیر جنگجو افراد کے تحفظ، ماحولیات کی حفاظت، قیدیوں کے حقوق کا احترام، اور جنگی معاہدات کی پاسداری جیسے اہم اصولوں پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

- **جنگی حکمت عملی میں اخلاقی اقدار :** مسلم افواج کو اس بات کی تعلیم دی جانی چاہیے کہ جنگ میں اخلاقی اصولوں کی پابندی کی جائے۔ جنگ میں پہل نہ کرنا، صرف دفاعی جنگ کی اجازت دینا اور غیر جنگجو افراد کی حفاظت کو یقینی بنانا وہ اہم اسلامی جنگی ضابطے ہیں جنہیں عملی طور پر اسلامی لشکروں کی تربیت میں شامل کیا جانا چاہیے۔
- **ہزارہائے جنگ کی حالت میں شجاعت اور استقامت :** مسلمانوں کے جنگی فلسفے میں شجاعت، صبر، اور حکمت عملی کی اہمیت ہے، اور مسلم افواج کو ان خصوصیات کی بنیاد پر تربیت دی جانی چاہیے تاکہ وہ ہر محاذ پر اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے تیار ہوں۔

سیرت مبارکہ کی روشنی میں عالمی تعلقات اور سفارت

عصر حاضر کے بین الاقوامی تعلقات اور سفارت میں سیرتِ نبوی ﷺ کے اصولوں کو اپنانا نہ صرف مسلم دنیا کے لیے بلکہ عالمی برادری کے لیے بھی اہم ہے۔ آپؐ کی سیرت میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جہاں آپ نے عالمی تعلقات میں عہد وپیمان کی اہمیت کو اجاگر کیا، دشمنوں کے ساتھ معاہدات کی پابندی کی، اور حتیٰ کہ جنگ بندی کے دوران بھی انسانیت کے حقوق کا احترام کیا۔

- **بین الاقوامی معاہدات اور معاہدات کی پاسداری :**

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں جنگی معاہدات جیسے صلح حدیبیہ کو اہمیت دی گئی۔[1]
یہ معاہدہ ایک شاندار مثال ہے کہ کس طرح اصولوں اور شریعت کی بنیاد پر دشمن کے ساتھ معاہدات کیے جا سکتے ہیں اور ان کی پاسداری کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مسلم ممالک اپنے بین الاقوامی تعلقات میں اصولوں اور معاہدات کی پاسداری کرکے امن اور استحکام کے قیام میں اہم کردار پیش کرسکتے ہیں۔

- **عالمی سفارتی تعلقات میں عدل وانصاف کا قیام :**

سیرتِ نبوی ﷺ کے مطابق، سفارتی تعلقات میں عدل و انصاف، صداقت، اور شفافیت کو ترجیح دی جانی چاہیے۔ مسلمانوں کو سفارت کاری میں ان اصولوں کی پیروی کرنی چاہیے تاکہ باہمی تعاون اور امن سلامتی کا بہن القوامی سطح پر ماحول پیدا کیا جاسکے۔

امن کے لیے اسلامی جنگی اخلاقیات کا کردار

اسلامی عسکری اصولوں قیام امن کے لیے کردار کی بڑی اہمیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ جنگ پر امن کو مقدم رکھا۔ جنگ صرف آخری حربے کے طور پر ختیار کی۔ جنگ کے دوران بھی آپؐ نے انسانیت کے احترام اور انسانوں کے حقوق کی پاسداری کی۔ اسلامی جنگی اخلاقیات میں یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جنگ صرف دفاع کے لیے ہو سکتی ہے اور اس میں دشمنوں کی بھی عزت کی جانی چاہیے۔

---

(1) ۔ابوداود، سنن ابوداود، کتاب الجہاد، رقم:2614

- صلح کی اہمیت :

آپؐ ہمیشہ امن کے قیام کے لیے کوشش کیا کرتے تھے اور معاہدات کے ذریعے امن کے امکانات بڑھائے۔ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ جیسے واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ کس طرح امن کے راستے کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

- اسلامی جنگی اخلاقیات میں امن کا حصول :

اسلامی جنگی اخلاقیات میں جنگ کو آخری حربے کے طور پر استعمال کرنے کا اصول شامل ہے۔ اس کے مطابق، جنگ سے پہلے امن کے تمام راستوں کو اختیار کرنا چاہیے اور جنگ کے دوران بھی انسانی حقوق کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

دینی مدارس اور عسکری تربیت میں سیرت کے پہلوؤں کو شامل کرنا

دینی مدارس اور عسکری تربیت کے اداروں میں سیرتِ نبوی ﷺ کے پہلوؤں کو شامل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ نوجوان نسل کو اسلامی جنگی اخلاقیات اور قیادت کے اصولوں سے آگاہ کیا جاسکے۔ دینی مدارس میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عسکری قیادت کی تربیت بھی دی جانی چاہیے تاکہ علماء اور افواج کے اہلکار ایک ہی مقصد کے لیے کام کر سکیں، جو کہ امن، انصاف، اور انسانیت کے حقوق کا تحفظ ہے

- مدارس دینیہ کے اندر جنگی اخلاقیات کی تعلیم :

دینی مدارس میں طلبہ کو آپ ﷺ کی مبارک زندگی کے عسکری پہلوؤں کی تعلیم دی جانی چاہیے تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی اصولوں کو لاگو کرنے کے قابل ہوں۔

- عسکری اداروں میں اسلامی تربیت:

عسکری تربیت میں اسلامی اصولوں کا شامل کیا جانا ضروری ہے تاکہ افواج جنگ کے میدان میں ان اصولوں پر عمل کر سکیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنے وقت میں اپنائے تھے۔
یہ رہنما اصول عصر حاضر میں مسلم افواج، عالمی تعلقات اور امن کے قیام کے لیے انتہائی اہم ہیں۔ اگر یہ اصول صحیح طریقے سے اپنائے جائیں تو نہ صرف اسلامی دنیا میں بلکہ عالمی سطح پر بھی امن اور انصاف کے قیام میں مدد مل سکتی ہے۔

نتائج، تجزیہ اور سفارشات(Findings, Analysis, and Recommendations)

اس تحقیقی مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج حاصل ہوئے ہیں:

1. **اسلامی جنگی اصول اور اخلاقیات** ایک مستقل اور متوازن نظام پیش کرتی ہیں جو صرف میدانِ جنگ کے قوانین نہیں بلکہ انسانیت، عدل، اور رحمت کے اصولوں پر مبنی ہیں۔
2. **نبی کریم ﷺ کی عسکری قیادت** کسی سیاسی یا فوجی مفاد کی بجائے اخلاقی، روحانی اور انسانی اقدار کی علمبردار تھی، جس کی مثالیں غزوہ بدر، احد، خندق، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ میں واضح دیکھی جا سکتی ہیں۔
3. اسلامی جنگی اصولوں اور اخلاقیات نے:
   - شہریوں، بچوں، عورتوں، بزرگوں اور عبادت گاہوں کے تحفظ
   - فریب، جارحیت، اور انتقام کی ممانعت
   - قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک
   - قدرتی ماحول کی حفاظت

   جیسے اصول متعین کیے جو جدید بین الاقوامی قانون سے کئی صدیوں پہلے نافذ ہو چکے تھے۔
4. **بین الاقوامی جنگی قوانین** (جیسے جنیوا کنونشنز) بعض مقامات پر اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ تو ہیں، لیکن ان کا اطلاق اکثر سیاسی اثر و رسوخ اور مفادات کا شکار ہوتا ہے، جبکہ اسلامی اصول مکمل عدل اور انسانی وقار پر مبنی ہیں۔
5. موجودہ جنگی ماحول میں جہاں **ٹیکنالوجی کی بنیاد پر شہریوں کا قتلِ عام** عام ہو چکا ہے، اسلامی جنگی اصول اور اخلاقیات عالمی سطح پر ایک متبادل اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

تجزیہ (Analysis)

- نبوی سیرت صرف مذہبی پیغام کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ قیادت و جنگی اخلاقیات بھی ہے۔ نبی ﷺ کی عسکری حکمتِ عملی نے دشمن کو کمزور کرنے سے زیادہ انسان کو محفوظ رکھنے پر زور دیا۔
- مغربی قوانین کا انحصار معاہدوں اور طاقت کے توازن پر ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات ہر حال میں انصاف پر مبنی ہیں، چاہے دشمن کوئی بھی ہو۔
- اسلام نے امن کو ترجیح دی، مگر ظلم اور فتنہ کے خلاف قیام کو جائز بلکہ لازم قرار دیا، بشرطیکہ اس میں اخلاقیات مجروح نہ ہوں۔
- اسلامی جنگی اصول نہ صرف میدان جنگ میں بلکہ جنگ سے قبل، دورانِ جنگ، اور بعد از جنگ تمام مراحل پر محیط ہیں، جو انہیں مکمل اور جامع بناتے ہیں۔

سفارشات(Recommendations)

1. بین الاقوامی پالیسی ساز ادارے) جیسے اقوام متحدہ) کو اسلامی جنگی اصولوں اور اخلاقیات کے اصولوں سے استفادہ کرتے ہوئے انسانی قوانین کی از سر نو تدوین کرنی چاہیے۔
2. جامعات اور تحقیقاتی مراکز کو چاہیے کہ وہ اسلامی جنگی اخلاقیات پر جدید تحقیقی مکالمہ شروع کریں اور اسے اقوامِ عالم کے سامنے بطور ماڈل پیش کریں۔
3. اسلامی ممالک کی افواج کے اندر آپؐ کی جنگی لیڈر شپ کے مطالعہ اور اخلاقی اصولوں پر مبنی تربیت کو باضابطہ نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
4. بین المذاہب و عالمی سطح پر ڈائلاگ ذریعے اسلام کے اخلاقی جنگی اصولوں کی وضاحت کی جائے تاکہ اسلاموفوبیا کا ازالہ ہو سکے۔
5. میڈیا اور تھنک ٹینکس کو چاہیے کہ وہ اسلامی جنگی اخلاقیات کو عالمی ضمیر کے سامنے پیش کریں تاکہ اخلاقی و انسانی بحران کے حل میں یہ کردار ادا کر سکیں۔
6. عالمی اداروں میں موجود مسلم اسکالرز اس بات پر زور دیں کہ عالمی جنگی قوانین میں مذہبی و اخلاقی اصولوں کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے، اور انسانی اقدار کو قانون میں حیثیت دی جائے۔

حاصلِ کلام(Conclusion)

اسلامی جنگی اصول اور آپؐ کی جنگی لیڈر شپ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلام نہ صرف ایک الٰہی مذہب ہے بلکہ ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات بھی ہے جو انسان کو ہر حالت میں عزت، عدل اور امن کی ضمانت دیتا ہے۔ عصرِ حاضر کے سیاسی مفادات اور اخلاقی زوال کے ماحول میں ان اصولوں کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ وقت آ گیا ہے کہ دنیا ان الٰہی اصولوں کی طرف رجوع کرے تاکہ جنگ نہیں، انسانیت اور امن کا غلبہ قائم ہو۔

جنیوا کنونشنز اور اسلامی اخلاقیات

جنیوا کنونشنز (Geneva Conventions) کا پہلا معاہدہ 1864ء میں ہوا اور بعد ازاں 1949ء میں اس کی توسیع کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے! "وہ قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں، باوجودیکہ وہ خود اس کے ضرورت مند ہوتے ہیں۔"

اسلام نے یہ اصول اس زمانے میں نافذ کیے، جب دنیا میں قیدیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا۔

بین الاقوامی انسانی قوانین(IHL)

International Humanitarian Law جنگ کے دوران غیر جنگجو افراد، شہری تنصیبات، اور زخمیوں کے تحفظ سے متعلق ہے۔ یہ قانون جدید دور میں اقوام متحدہ اور ریڈ کراس کے تحت منظم کیا جاتا ہے۔

اسلامی تناظر:

اسلام نے ان اصولوں کی بنیاد آپؐ کی جنگی لیڈر شپ کی روشنی میں رکھی:

- لاشوں کی بے حرمتی کی ممانعت
- عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت
- عبادت گاہوں کو تباہ نہ کرنا
- قدرتی وسائل کو نقصان نہ پہنچانا

"نبی ﷺ نے فرمایا: 'درخت نہ کاٹنا، بچوں کو قتل نہ کرنا، عابدوں کو ان کے عبادت خانوں میں چھوڑ دینا'"(1) جبکہ IHL اکثر ان اصولوں کو انسانی حقوق کی بنیاد پر محدود دائرے میں نافذ کرتا ہے اور اقوام کی صوابدید پر چھوڑ دیتا ہے۔

اقوام متحدہ کے جنگی ضابطے

اقوام متحدہ کے چارٹر میں دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے، مگر اقوام متحدہ کے جنگی قوانین سیاسی دباؤ، طاقت کے توازن اور بڑی طاقتوں کے مفادات سے مشروط ہو جاتے ہیں۔

اسلامی اصولوں سے موازنہ:

- اسلام میں ظلم کے خلاف دفاع اور امن کی بحالی اولین شرط ہے، جبکہ اقوام متحدہ میں پہل نہ کرنے کی پالیسی کمزور قوموں کے لیے مسئلہ بن سکتی ہے۔

---

(1) ابو داود، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء)۔ سنن ابو داود،۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔ کتاب الجھاد، رقم: ۲۳۵۵

- اقوام متحدہ کی کونسل برائے امن عامہ کا veto سسٹم اکثر انصاف کے حصول کے لیے رکاوٹ بنتا ہے، جبکہ اسلامی شریعت میں عدل سب کے لیے یکساں لازم ہے۔

"اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں، تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو"[1]

اسلامی اصولوں کی برتری اور ان کی ضرورت واہمیت

برتری کی وجوہات:

- **الٰہی مصدر** : اسلامی جنگی اخلاقیات کسی انسانی ادارے کے بجائے وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔
- **عملی مثالیں** : نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ان اصولوں کا عملی نفاذ ہے، جو تاریخ میں نظیر نہیں رکھتا۔
- **عدم تضاد و استقلال** : اسلامی اصول وقت، جگہ یا قوم کے بدلنے سے نہیں بدلتے، جبکہ بین الاقوامی قوانین میں تضادات اور سیاسی مفادات کا غلبہ رہتا ہے۔
- **رحمت اور عدل کا امتزاج** : اسلامی جنگی اخلاقیات میں عدل کے ساتھ رحم کی جھلک نمایاں ہے۔

عصر حاضر میں ان اصولوں کی ضرورت:

- موجودہ دنیا میں جنگوں کا دائرہ پھیل چکا ہے اور شہری ہلاکتیں بڑھ گئی ہیں۔
- ٹیکنالوجی کی بنیاد پر ظلم جیسے ڈرون حملے اور کیمیکل ہتھیار اخلاقی بحران پیدا کر رہے ہیں۔
- اسلامی اصول عالمی ضمیر کو عدل، انسانیت اور پر امن بقائے باہمی کی طرف لوٹا سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) ۔القرآن، الأنفال:61